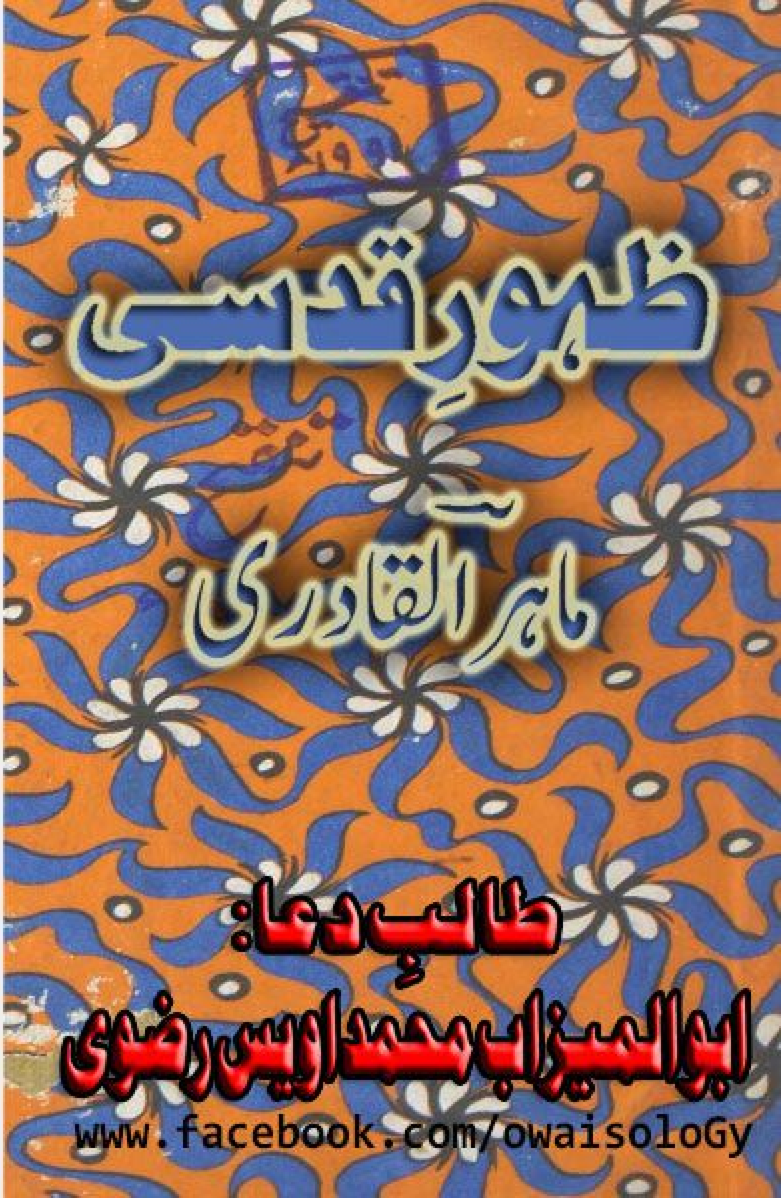


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

از

جلیل خطیب اعظم حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی

اپنی اپنی ہمت اور اپنا اپنا ذوق ہے، ورنہ قدرت نے جس کو بھی جو کچھ دیا تھا، میرا تو خیال یہ ہے کہ ٹھیک ہی دیا تھا۔ اسی لئے دیا تھا کہ جو نیچے ہیں، وہ اونچے ہوں، اور جو مٹنے والے ہیں وہ ان توانائیوں کے ذریعہ امٹ بن جائیں لیکن دوں ہمتوں نے قدرت کی ان فیاضیوں کو چند چلتی پھرتی فانی پرچھائیوں کے ساتھ الجھا کر اپنے کو بھی چھوٹا بنالیا، اور جو چیز ان کو ملی تھی، اسے بھی چھوٹی بنا کر چھوڑا، خود مٹے دوسروں کو مٹایا۔

خداداد عطیوں میں سے یہی شاعری کا ایک "ملکہ" اور نظم کا "سلیقہ" ہے

تک بندوں سے اگر قطع نظر بھی کر لیا جائے، جب بھی "سو" میں ایک دو کی فطرت واقعی "شعری فطرت" ہوتی ہے، اُن کا شعور نازک ہوتا ہے، اور ان کے احساسات میں ایک خاص قسم کی ذکاوت پائی جاتی ہے، جو حوادث و واقعات کے ان پہلوؤں سے چونکتے ہیں، جن کی طرف عام لوگوں کے فرشتوں کا ذہن بھی منتقل نہیں ہوتا۔ اور چونکہ پھر ان پہلوؤں کی تعبیر کے لئے ان کو ایسے موزوں الفاظ مل جاتے ہیں کہ سُننے والے :-

"میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے"

کہتے ہوئے چیخنے لگتے ہیں۔

لیکن ان شاعروں میں کتنے ہیں، جنھوں نے خدا کی اس برتر نعمت کو خود اپنی اور اپنے ابنائے جنس کی برتری و بلندی کا ذریعہ بنایا؟ تشبیب و تغزل کا وہ انبار جو دنیا کی مختلف زبانوں میں پایا جاتا ہے، کیا ان کو پڑھ کر بیساختہ سعدی کا یہ شعر یاد نہیں آجاتا ؎

ترا تیشہ دادم کہ ہیزم شکن   نہ گفتم کہ دیوارِ مسجد بکن

نسلِ انسانی کی دیوار آج ہل رہی ہے، گندے امراض سے بنی آدم کے گھرانے

سڑ رہے ہیں، اعصابی توانائیاں اشتہاری دواؤں اور طبی امدادوں کے نیچے پناہ ڈھونڈھ رہی ہیں۔ اس کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر اس مافات کی تلافی کچھ دن اور نہ ہو سکی، تو آنے والی نسلوں کی درآمد کی راہیں بند ہو جائیں گی۔

مصیبت عامہ کے اس ہولناک بادل کی ذمہ داری جہاں عصرِ حاضر کے افسانوی ہیجانات اور سینمائی مظاہرات پر عائد ہوتی ہے اسی کے ساتھ کیا اس ابلیانہ ذمہ داری کے بار کا ایک حصہ ہمارے خوشنواؤں اور شبابی مطربوں کے دوش پر بھی لدا ہوا نہیں ہے؟ اُنھیں کیا دیا گیا تھا، اور کس لئے دیا گیا تھا؟ لیکن دیکھو! اُنھوں نے اس سے کیا کام لیا، اور کن خطرناک گھاٹیوں کے کناروں پر آدم کی نوجوان نسلوں کو لاکر کھڑا کر دیا۔ کون ہے جو ان گرتوں کو سنبھالے! لیکن مسعود ہیں وہ قسمتیں اور مبارک ہیں وہ نصیبے، جو اس اندھیرے میں روشنی کو پا رہے ہیں، اور "فانیات" سے ہٹ کر، جن کی بلند نگاہوں کی رسائی "باقیاتِ صالحات" تک کبھی کبھی ہو جاتی ہے۔

میں مسرور ہوں کہ "اُمتِ مُسلمہ" کے سامنے اس وقت اسی استثنائی شاعری کی ایک قسط پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حضرت ماہر القادری اور ان کی شاعری سے اردو دنیا نہ صرف واقف بلکہ لذت آشنا ہو چکی ہے۔

ماہر صاحب نے بہ تدریج ترقی کرتے ہوئے بالآخر اپنی اس فطری قابلیت کا دامن، اس دامن پاک سے باندھ دیا ہے، جس کے وجود (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رشتہ ازل کو ابد سے جوڑتا ہے، اور اس میدان میں بھی ان کو ایک ایسی جدید اور انوکھی راہ کی توفیق بخشی گئی ہے، کہ مجھے یہ امید ہے کہ ایک دراز مدت کی بقار کی ضمانت حضرت ماہر کے کلام کو حاصل ہو گئی ہے، ان کی نظر انتخاب نے مصافِ ہستی کے اس نیر تاباں کو تاک لیا ہے کہ جو بھی اس کی روشنی میں آگیا، پھر وہ اندھیرے میں نہیں جا سکتا۔ اب اس کے لئے نور ہے اور ابد تک کیلئے نور ہے

حضرت ماہر نے سب سے پہلے تو یہ کیا کہ اپنی شاعری کا رُخ اس ذات کی طرف پھیرا ہے جو زمین والوں میں محمد (ستائش شدہ) اور آسمان والوں میں احمد (ستائش گر) کے نام سے مشہور ہے۔ جو ایسا محمد ہو، اس کی حمد سرائی اور مدح نوائی اگرچہ کوئی نئی بات نہیں ہے، لیکن ماہر نے اپنی اس نعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کی اس منزل سے متعلق کیا ہے جس کا پڑھنا پڑھانا

سُننا سُنانا اُمت اسلامیہ کا اوڑھنا بچھونا ہے۔

میری مراد یہ ہے کہ ماہر صاحب نے خصوصیت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ان واقعات میں شعر کا رنگ بھرا ہے، جن کا تذکرہ عموماً میلاد نبی کی پاک محفلوں میں کیا جاتا ہے، یا ان ہی کا ذکر مجالس میلاد میں کرنا چاہئے۔

انھوں نے اپنی اس نظم کو "سلام" کے عنوان سے مرتب کیا ہے، یہ ظاہر ہے کہ ان کی یہ نظم "سلام" ہی کے نہج پر ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے "سلام" کے صرف لفظ کو باقی رکھا ہے، ورنہ اس پیرایہ سے انھوں نے ایک اہم انقلابی قدم اٹھایا ہے

یہ ان کی نوازش تھی کہ براہِ راست خاکسار کو باوجودیکہ شعر و شاعری کی راہ و رسم سے قطعاً ناواقف ہوں، اپنی زبان سے اپنی یہ مبارک نظم سنائی میں ان کی نظم کو سنتا جاتا تھا، اور اسی کے ساتھ میرا دل کہتا جاتا تھا، کہ وقت کی کیسی ضرورت تھی، جس کا الہام خدا کے اس بندہ کو ہوا، میں ان کی صورت دیکھتا جاتا تھا، اور دل اعتراف کرتا جاتا تھا، کہ خدا کی دین کے لئے غالباً ان شرائط میں سے کسی شرط کی ضرورت ہی نہیں، جو ظاہر بین نگاہوں کے سامنے اس قسم کے انعامات کے لئے ضروری ہیں۔

سب سے پہلا کام ماہر کی اس نظم کا یہ ہے کہ انھوں نے حتی الوسع پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس قسم کے صفات منسوب کرنے سے احتراز کیا ہے جن میں شانِ نبوت سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔ لیکن عام شعرا جس کے انتساب میں بے باک ہیں، یہ تو ان کا سلبی کارنامہ ہے۔

اس کے بعد انھوں نے سیرتِ طیبہ کی مستند کتابوں اور احادیث کے معتبر ذخیروں سے، ان سچے واقعات کا انتخاب کیا ہو جن کی توثیق و تصدیق پر محدثین اور علماء سیر کی مہریں ثبت ہو چکی ہیں۔ پھر ان ہی واقعات صادقہ کو اپنے خاص بلیغ اور اچھوتے انداز میں انھوں نے نظم کا لباس پہنایا ہے۔

شاعری کے متعلق ظاہر ہے کہ میری رائے کی کیا وقعت ہو سکتی ہے، لیکن جن محامدِ نبوت اور اوصافِ رسالت کا ذکر ماہر صاحب نے اپنے اس سلام میں کیا ہے، جہاں تک میری محدود رسائی کا تعلق ہے سیرت کی معتبر کتابوں سے وہ ماخوذ ہیں۔ رہی ان کی "شعریت" اس کے متعلق، اسی قدر عرض کر سکتا ہوں کہ وہ پڑھتے جاتے تھے اور بے اختیار میرے دل سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ بہہ کر آنکھوں کی راہ سے نکل رہا تھا۔ اگر "شعر"

کی بلندی و پستی کا معیار اُس کی تاثیری کیفیت ہے تو کم از کم اس معیار پر میرے خیال میں ان کی یہ نظم بلند مقام کی مستحق ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ جس ذاتِ برتر و گرامی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ان کی نظم کا تعلق ہے، کیا اس بلندی کی ہمسری کائنات میں کوئی کر سکتا ہے، پھر اسی پر اس نظم کو بھی قیاس کر لینا چاہیے۔

یقیناً شاعری کی یہی وہ صنف ہے، جس کے سننے کے لئے نسل آدم کے فردِ اعظم (اروا حنالہ الفدا) نے مسجد میں اپنے منبر پر شاعر کو جگہ دی، اور بلاشبہ یہی وہ شعر ہے، جس کے متعلق روح القدس کی تائید کی درخواست اُس دل و زبان نے کی ہے، جس کی دُعا کبھی رد نہیں ہوئی۔

فاللّٰھم ایدہ بروح القدس، وارزقہ شفاعۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، وادخلہ فی اللذین ھم من تلامیذ الرحمٰن۔

مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ماہر القادری کے اس سلام کے بعد میلادی مجالس کے سلاموں کی تاثیر و افادہ میں ایک بڑا انقلاب پیدا ہوگا۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ آئندہ اسی سلام کو میلاد کی عام مجلسوں میں پڑھنے پڑھانے کا دستور جاری کریں، اور وہ دن کچھ دور نہیں ہے کہ ماہر کا یہ سلام

پشاور سے برما تک اور کھاٹ منڈو سے راس کماری تک کے علاقوں کو فتح کریگا "فتح مبین" کے "فاتح" کی یہ نعت لکھ کر ماہر صاحب دیکھیں گے کہ حق تعالیٰ ان کو کیسی "فتح مبین" عطا فرماتا ہے۔ کاش دوسرے شاعروں کے لئے اس میں عبرت و بصیرت ہو۔

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَہِیْدٌ ٥

مناظر احسن گیلانی



وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

سحر کا وقت ہے معصوم کلیاں مسکراتی ہیں
ہوائیں خیر مقدم کے ترانے گنگناتی ہیں

مئے عشرت چھلکتی ہے ستاروں کے کٹوروں سے
اُبلتی ہے شرابِ خُلد مٹی کے سکوروں سے
پسینہ شادمانی سے ہے پھُولوں کی جبینوں پر
بطوں کا دیدنی ہے رقص تالابوں کے سینوں پر
چمن میں ہر طرف شبنم کے موتی جھلملاتے ہیں
نسیمِ صبح کے جھونکے دلوں کو گدگداتے ہیں

کھُبی جاتی ہے آنکھوں میں گُل و لالہ کی رعنائی
کہ جیسے درحقیقت خاک پر جنّت اُتر آئی
لُٹاتے ہیں دُرِ خوش آب گلزاروں کے فوارے
خوشی سے جگمگاتے ہیں ثوابت ہوں کہ سیارے
بہارِ شبنمِ گُل چُور ہے کیفِ جوانی میں
نہا کر جیسے آئی ہے ابھی کوثر کے پانی میں

بھلائی کا اُجالا اپنے مرکز پر سمٹ آیا
شبابِ رفتۂ عالم پلٹ آیا پلٹ آیا
خوشی کے گیت گائے جا رہے ہیں آسمانوں پر
درودوں کے ترانے ہیں فرشتوں کی زبانوں پر
سجائی جا رہی ہے محفلِ ہستی قرینے سے
وہ جلوے کار فرما ہیں گذر جائیں جو سینے سے

طرب کے جوش سے ایک ایک ذرّہ مسکراتا ہے
زمیں کی آج قسمت پر فلک کو رشک آتا ہے
زمیں سے آسماں تک نور کی بارش ہی بارش ہے
کسی کی بے نیازی آج سرگرمِ نوازش ہے
ستاروں کے کنول جلوہ فگن رنگین و سادہ ہیں
فرشتے بہرِ استقبال ہر سُو ایستادہ ہیں

اشارے ہو رہے ہیں گلشنِ جنّت کے پھولوں میں

وہ رعنائی نظر آتی ہے، مکہ کی ببولوں میں

برستے ہیں گہرِ انوار کے میزابِ رحمت سے

کبوتر رقص میں ہیں بامِ کعبہ پر مسرّت سے

ستارا اوج پر ہے، سنگِ اسود کی سیاہی کا

کہ جیسے بھید کھل جائے کسی کی بیگناہی کا

مسرّت کے اثر سے مثلِ صبحِ خلد ہیں خنداں

حرم کے در، منا کی وادیاں، عرفات کا میداں

ازل کی صبح آئی جلوۂ شامِ ابد بن کر

کیا ہستی کے محور پر جہاں نے آخری چکّر

زمانہ کی فضا میں، انقلابِ آخری آیا

نچھاور کر دیا قدرت نے سب فطرت کا سرمایا

ابھی جبریلؑ اُترے بھی نہ تھے کعبہ کے منبر سے
کہ اتنے میں صدا آئی یہ عبداللہ کے گھر سے

مبارک ہو شہ ہر دو سرا تشریف لے آئے
مبارک ہو محمد مصطفےٰ تشریف لے آئے
مبارک غمگسارِ بیکساں تشریف لے آئے
مبارک ہو شفیعِ عاصیاں تشریف لے آئے

مبارک ہو نبیٔ آخری تشریف لے آئے
مبارک ہو جہاں کی روشنی تشریف لے آئے
مبارک مظہرِ شانِ احد تشریف لے آئے
مبارک فاتحِ بدر و احد تشریف لے آئے
مبارک ہادیٔ دینِ مبیں تشریف لے آئے
مبارک رحمۃ اللعالمین تشریف لے آئے

مبارک ہو شہِ کون و مکاں تشریف لے آئے

مبارک وجہِ تخلیقِ جہاں تشریف لے آئے

مبارک رہبروں کے پیشوا تشریف لے آئے

مبارک شمعِ بزمِ انبیا تشریف لے آئے

مبارک دستگیرِ بینوا تشریف لے آئے

مبارک دردمندوں کی دوا تشریف لے آئے

مبارک مخبرِ صادق لقب تشریف لے آئے

مبارک سیدِ والا نسب تشریف لے آئے

مبارک چشمۂ صدق و صفا تشریف لے آئے

مبارک مہبطِ وحیِ خدا تشریف لے آئے

مبارک عرش کے مسند نشیں تشریف لے آئے

مبارک بزمِ خلوت کے مکیں تشریف لے آئے

مبارک خاتمِ پیغمبراں تشریف لے آئے

مبارک ہو امیرِ کارواں تشریف لے آئے

مبارک زندگی کا مدعا تشریف لے آئے

مبارک ہو کہ محبوبِ خدا تشریف لے آئے

مبارک پیکرِ صبر و رضا تشریف لے آئے

مبارک جدِ شاہِ کربلا رضی تشریف لے آئے

مبارک قبلۂ اربابِ دیں تشریف لے آئے

مبارک صادق الوعد امیں تشریف لے آئے

مبارک صبح کو شمس الضحیٰ تشریف لے آئے

مبارک رات کو بدر الدجیٰ تشریف لے آئے

مبارک کاشفِ اسرارِ حق تشریف لے آئے

مبارک مظہرِ انوارِ حق تشریف لے آئے

مبارک دافعِ رنج والم تشریف لے آئے

مبارک صاحبِ جود وکرم تشریف لے آئے

مبارک ہو رسولِ محتشم تشریف لے آئے

مبارک ہو نبیٔ محترم تشریف لے آئے

مبارک قاسمِ خلدِ جناں تشریف لے آئے

حریمِ قدس کے ساکن کہاں تشریف لے آئے

وہ آئے جن کے آنے کی زمانہ کو ضرورت تھی

وہ آئے جن کی آمد کیلئے بے چین فطرت تھی

وہ آئے نغمۂ داؤدؑ میں جن کا ترانہ تھا

وہ آئے گریۂ یعقوبؑ میں جن کا فسانہ تھا

وہ آئے مہرِ عالمتاب تھا جن کا حسیں چہرا

وہ آئے جن کے ماتھے پر شفاعت کا بندھا سہرا

وہ آئے جن پہ حق کے فضل کی تکمیل ہوئی تھی
وہ آئے جن کے ہاتھوں کفر کی تذلیل ہوئی تھی
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادیٔ بطحا
وہ آئے جن کے قدموں کیلئے کعبہ ترستا تھا
وہ آئے جن کی ٹھوکر پر نچھاور سطوتِ دارا
وہ آئے جن کے آگے سرِ ہر باطل کا انگا

وہ آئے جن کی آمد ظلم کو پیغامِ بربادی
وہ آئے جن کا آنا دہر کو اعلانِ آزادی
وہ آئے جن کا آنا باعثِ الطافِ یزداں تھا
وہ آئے جن کی پیشانی کا ہر خط شرحِ قرآں تھا
وہ آئے جن کو حق نے گود میں خلوت کی پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرشِ اعظم پر اجالا تھا

وہ آئے جن کو ابراہیمؑ کا نورِ نظر کہیے

وہ آئے جن کو اسمٰعیلؑ کا لختِ جگر کہیے

وہ آئے جن کے آنے کو گلستاں کی سحر کہیے

وہ آئے جن کو ختمُ الانبیا خیرُ البشر کہیے

وہ آئے جن کے ہر نقشِ قدم کو رہنما کہیے

وہ آئے جن کے فرمانے کو فرمانِ خدا کہیے

وہ آئے جنکو رازِ کُن فکاں کا پردہ در کہیے

وہ آئے جنکو حق کا آخری پیغامبر کہیے

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی

سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اُس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے

سلام اُس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اُس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں

سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دعائیں دیں

سلام اُس پر کہ دشمن کو حیاتِ جاوداں دیدی

سلام اُس پر ابو سفیانؓ کو جس نے اماں دیدی

سلام اُس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں

سلام اُس پر ہوا مجروح جو بازارِ طائف میں

سلام اُس پر وطن کے لوگ جسکو تنگ کرتے تھے

سلام اُس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے

سلام اُس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا

سلام اُس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اُس پر جو سچائی کی خاطر دُکھ اُٹھاتا تھا

سلام اُس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

سلام اُس پر جو اُمت کیلئے راتوں کو روتا تھا

سلام اُس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا

سلام اُس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے

سلام اُس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے

سلام اُس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی

سلام اُس پر کہ مشکیں کھولدیں جس نے اسیروں کی

سلام اُس پر کہ تھا "الفقر فخری" جس کا سرمایا

سلام اُس پر کہ جس کے جسمِ اطہر کا نہ تھا سایا

سلام اُس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں

سلام اُس پر بُروں کو جس نے فرمایا "یہ میرے ہیں"

سلام اُس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی

سلام اُس پر کہ جس کی سنگپاروں نے گواہی دی

سلام اُس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا

سلام اُس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا

سلام اُس پر قضا جس نے زمانہ کی بدل ڈالی

سلام اُس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی

سلام اُس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو

سلام اُس پر کہ ساکن کر دیا طوفاں کی موجوں کو

سلام اُس پر کہ جس نے کافروں کے زور کو توڑا

سلام اُس پر کہ جس نے پنجۂ بیداد کو موڑا

سلام اُس پر سرِ شاہنشہی جس نے جھکایا تھا

سلام اُس پر کہ جس نے کفر کو نیچا دکھایا تھا

سلام اُس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا
سلام اُس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا
سلام اُس پر بھلا سکتے نہیں جس کا کبھی احساں
سلام اُس پر مسلمانوں کو دی تلوار اور قرآں
سلام اُس پر کہ جس کا نام لے کر اُس کے شیدائی
اُلٹ دیتے ہیں تختِ قیصریت، اوجِ دارائی

سلام اُس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں
سلام اُس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا
مُسلماں کا یہی ایماں، یہی مقصد، یہی شیوا
سلام اُس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سُنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ و حیدرؓ کے افسانے

درود اُس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل و جاں ہے

درود اُس پر کہ جس کے خُلق کی تفسیر قرآں ہے

درود اُس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی

درود اُس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

درود اُس پر تبسم جس کا گُل کے مُسکرانے میں

درود اُس پر کہ جس کا فیض ہے سارے زمانے میں

درود اُس پر کہ جس کا نام لے کر پھول کھلتے ہیں

درود اُس پر کہ جس کے فیض سے دو دوست ملتے ہیں

درود اُس پر کہ جس کا تذکرہ عینِ عبادت ہے

درود اُس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے

درود اُس پر کہ جو تھا صدرِ محفل پاکبازوں میں

درود اُس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں

درود اُس پر مکینِ گنبدِ خضرا جسے کہیے

درود اُس پر شبِ معراج کا دُولہا جسے کہیے

درود اُس پر جسے شمعِ شبستانِ ازل کہیے

درود اُس پر ابد کی بزم کا جس کو کنول کہیے

درود اُس پر بہارِ گلشنِ عالم جسے کہیے

درود اُس ذات پر فخرِ بنی آدم جسے کہیے

رسولِ مجتبیٰ کہیے محمدؐ مصطفیٰ کہیے

وہ جس کو ہادیٔ "دع ما کدر خذ ما صفا" کہیے

درود اُس پر کہ جو ماہرؔ کی اُمیدوں کا ملجا ہے

درود اُس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

غلامِ غلامانِ بارگاہِ رسالت

ماہرؔ القادری